غلام احمد قادیانی

اِنَّ الفضل بیداللّٰہ یؤتیہ من یشاء — عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

المدیر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

معاون مدیر حافظ جمال احمد

قیمت سالانہ پیشگی
ششماہی
سہ ماہی
بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۹ | مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۵ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۴ شعبان ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ خیریت سے ہیں۔ جمعہ کے خطبہ میں حضور نے فرمایا کہ میں ان تمام احباب کے لئے جو ایک لاکھ والی تحریک کو کامیاب بنانے میں حصے لے رہے ہیں۔ بالالتزام ہر نماز میں دعائیں کرتا ہوں۔

صاحبزادہ منور احمد صاحب کو قدرے افاقہ ہے۔ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کی طبیعت علیل ہے۔

چودھری بدرالدین صاحب نمبردار علاقہ ضلع ہوشیارپور سے چودھری غلام حسین صاحب نمبردار اراضی یعقوب سیالکوٹ سے۔ مولوی فضل کریم صاحب ضلع نوابشاہ سندھ سے۔ میاں نظام الدین صاحب مراد آباد سے وارد قادیان ہوئے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب منٹگمری جلسہ پر تشریف لے گئے۔ رخباب حافظ روشن علی صاحب مولوی جلال الدین صاحب دہلی ڈیرہ دون سے وہاں پہنچیں گے۔ چودھری نثار احمد صاحب ٹرنیڈیل سے واپس آکر م

نظم

ایک مہجور قادیان

دیر سے دور ہوں اب پاس بلالے ساقی
بعدِ میخانہ کہیں مے نہ چھڑا دے ساقی

مجھ بلانوش کو اک گھونٹ اثر کیا ہوگا
جام پہ جام تو بھر بھر کے پلادے ساقی

درد کیوں مانگوں مرے ساقی کوثر کے حبیب
وہ پلا تیز سی جو آگ لگا دے ساقی

کس سے میں جاکے کہوں کیسی گذرتی ہے مری
تجھ سے کہتا ہوں تو مولا کو سنادے ساقی

دین حاصل نہ کیا۔ لائق دنیا بھی نہیں
دونوں پا جاؤں مجھے ایسی دعا دے ساقی

تیری صورت میں وہ جادو ہے کہ جو دم بھر میں
خشک زاہد کو مسلمان بنا دے ساقی

زندہ در گور ہوں میں روح مری ہے مردہ
جی اٹھوں پھر سے جو تم قم کی صدا دے ساقی

تیری بھٹی پہ لہو لیٹے ہی قدموں میں گروں
تیرے صدقے! وہ مئے ہوشربا دے ساقی

تیرا اک خادم ناچیز ہے عاجز مشتاق
نگہ لطف سے کچھ چیز بنا دے ساقی

سنگساری کے متعلق

سوامی شردھانند کے خیالات

"کابل سے پھر خبر آئی ہے کہ دو احمدیوں کو سنگسار کر کے ہلاک کیا گیا۔ ساتھ ہی یہ بھی اطلاع ملی ہے۔ کہ علاوہ ازیں تیس اکتیس احمدی جیل خانہ میں بند ہیں × × × بڑے اطمینان کی بات یہ ہے۔ کہ مولانا محمد علی صاحب نے اپنے ہفتہ وار اخبار کامریڈ میں حوالجات قرآن سے ثابت کرنا شروع کیا ہے۔ کہ محض عقائد مذہب کی بنا پر کسی کے باعث کوئی آدمی سنگسار یا قتل نہیں کیا جا سکتا۔ نعمت اللہ خان کے سنگسار کئے جانے کے وقت ہندوستان کے بعض مسلمان حلقوں میں یہ عذر پیش کیا گیا تھا کہ شاید نعمت اللہ خان سلطنت کابل کے برخلاف بغاوت کی سازش میں شریک تھا۔ لیکن حالی کی سنگساری کے بارے میں وزیر داخلیہ کابل نے جو اعلان نکالا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ سنگساریاں مذہبی اختلاف کی بنا پر عمل میں آئی تھیں۔ جہاں کہیں بھی اسلامی بادشاہت قائم ہو گئی وہاں قتل مرتد بذریعہ سنگساری کا قانون جاری ہوگا۔ وزیر داخلیہ نے ہندو عوام اور عیسائی، بدھ وغیرہ سلاطین کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے اپنے اعلان کے خاتمہ پر لکھ دیا ہے کہ ان کے خلاف پہلے سے ایک اور دعوی دائر ہو چکا تھا۔ اور مملکت افغانیہ کی حکومت کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضہ سے پائے گئے × × × × گو اصلیت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن ہزار پردے ڈال کر بھی اصلیت ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ اگر ان کی دشمنوں کے ساتھ سازش کی کچھ بھی اصلیت ہوتی تو ان دو فرزندوں کو پہلے ہی کچھ سزا مل چکی ہوتی۔ اور اس کے ثبوت بھی عوام کے سامنے پیش ہو سکتے۔ پھر افغانستان کے انصاف کا پتہ اس سے ہی لگتا ہے۔ کہ دونوں کو سنگساری کے ذریعہ عدم آباد کو پہنچا کر اب ان کے خلاف بغاوت کی سازش کے ثبوت تلاش کئے جا رہے ہیں۔ ہندوستانیوں کو اس سے کچھ مطلب نہیں۔ کہ آیا یہ ہر دو اشخاص سازشی ہی تھے یا نہیں۔ بلکہ مطلب اس بات سے ہے۔ کہ افغانستان کی خود مختار محمدی سلطنت میں مرتد کو سنگسار کر کے عدم آباد پہنچانے کا قانون جاری ہے۔ اور اس لئے ہندوستان کے ہندو اس امر سے واقفیت رکھتے ہوئے اطمینان کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتے۔ اس امر کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ کہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے قتل مرتد کا اعلان کیا تھا اور باوجود مہاتما گاندھی کی بار بار پند صلاح کے اسے منسوخ نہ کیا × × × × کانفرنس میں جبکہ یعقوب احمد نے نعمت اللہ کی سنگساری کی طرف اشارہ کیا۔ اور انہیں معاملہ غیر متعلق کہہ کر رد کیا گیا۔ تو میں نے مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کو پوچھا تھا۔ کہ اگر قتل مرتد کا مسئلہ صحیح ہے۔ تو ہندو کیسے مطمئن ہونگے۔ مولانا مفتی صاحب نے جواب دیا تھا کہ قتل مرتد کی اجازت اسی حالت میں ہے۔ جبکہ مسلمان بادشاہ ہو۔ کیونکہ بادشاہ ہی ایسا حکم دے سکتا ہے۔ میں نے اس وقت کہا تھا کہ اگر ہندوستان میں جمہوری سلطنت قائم ہو جائے۔ اور اس کا صدر مسلمان چنا جائے اس وقت ان ہندوؤں اور عیسائیوں کی حالت کیا ہوگی۔ جو ایکبار مسلمان ہو کر پھر اپنے پرانے مذہب میں واپس آنا چاہینگے × × × × احمدیوں کے ساتھ آریہ سماج کا کوئی خاص تعلق نہیں ہے اور اسلئے میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ احمدیوں کے ساتھ کسی رعایت کی وجہ سے نہیں۔ آریہ سماج کے ساتھ اگر احمدیوں کا کوئی تعلق ہے۔ تو اس کا ایسا تلخ تجربہ ہے کہ ان کے معاملہ میں ہرگز دخل نہ دیا جائے۔ لیکن یہ تو سوال ہی انسانیت اور اخلاق کا ہے۔ اگر ایسے وحشیانہ قانون کے برخلاف ایک زبان ہو کر ساری دنیا آواز نہ اٹھائے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ انصاف کا خیال دنیا سے معدوم ہو گیا ہے۔"

اعدام دو نفر قادیانی

اخبار امان صفحہ ۳ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ میں یہ نوٹ شائع ہوا ہے:-

"روز پنجشنبہ ۱۶ دلو۔ ملا عبد الحلیم چہار آسیائی و ملا نور علی کہنہ فروش کہ از گرویدگان بہ عقیدہ قادیانی بودہ بمردم عقیدہ او را تبلیغ و تلقین ہمے نمودند۔ و آنہا را از راہ صلاح مے کشیدند و جمہور مردم شوریدہ بپادشاں دعوی دائر کردند بالنتیجہ محکوم بہ اعدام گرویدہ بدست مردم اعدام شدند قراریکہ مسموعی شنیدیم از مدتے دعوی برآنہا دائر بود۔ و بعض خطوط آنہارا کہ با جمعی از مردم خارجہ بر علیہ مصالح مملکت مراودہ داشتند بدست افتادہ تفصیلات واقعہ بعد تحقیق در آیت نشر خواہد شد۔" فتح الدین احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

امتحان کیلئے انعامات

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سالانہ امتحانات کے متعلق

مقرر کردہ انعام سالانہ امتحانات کو کامیاب بنانے کے لئے احباب کے سامنے ایک تجویز پیش کی گئی تھی۔ اور میں شکر کے ساتھ دو انعامات کا اعلان کرتا ہوں۔ جو محمد ابراہیم صاحب مدرس مڈل سکول چک نمبر ۱۸ نے دینیات میں اول رہنے والے طالب علم کے لئے بصورت چاندی کا تمغہ اور ایک اور دوست نے بصورت نقدی مقرر کیا ہے۔ نیز اس کے ساتھ میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ مدرسہ مذکور کے امتحانات بجائے ۷ مارچ کے دس مارچ کو شروع ہونگے۔ اور ۲۰ مارچ تک انشاء اللہ ختم ہونگے۔ اور شروع اپریل کو تعلیمی سال از سر نو شروع ہوگا۔ اور نئی کلاس بندیاں ہونگی۔ احباب جماعت کو پہلے بھی توجہ دلائی گئی تھی۔ اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو داخل کرنے کے لئے ابھی سے ہیڈ ماسٹر صاحب سے براہ راست خط و کتابت شروع کریں۔ یہاں کا اپنا مدرسہ ہے جو کئی وجوہ امتیاز رکھتا ہے۔ اور ہماری یہ کوشش ہے کہ اسے تمام پہلوؤں سے ممتاز مدرسہ بنایا جائے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ ہم اس مقدس کوشش میں کامیاب ہونگے۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

(۲) ماسٹر محمد ابراہیم صاحب احمدی انگلش ٹیچر کھاریاں ضلع گوجرات تعلیم الاسلام ہائی سکول کی جماعت ہشتم و نہم کے ان طلباء کو حسب توفیق انعام دینگے۔ جو دینیات و عربی میں خصوصاً اور دیگر مضامین میں عموماً اول رہینگے۔
زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

تخت البانیہ کے متعلق صحیح اطلاع

سفارت البانیہ، بیفورٹ سٹریٹ لنڈن ۳ فروری ۱۹۲۵ء

آپ کے استفسار کے جواب میں جو کہ آپ نے البانیہ کے تخت کے متعلق کیا ہے معروض ہوں کہ وہ خبر جو کہ مختلف اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ کہ البانیہ کا تخت لارڈ ہیڈلے اور سر چارلس ہملٹن کو پیش کیا گیا ہے بالکل جھوٹ اور لغو ہے۔ دستخط سفیر البانیہ۔

تار کا صحیح مفہوم

امام جماعت احمدیہ نے اپنے قائمقام کے ذریعہ سے حکومت افغانستان سے (بذریعہ ہز ایکسلنسی قونصل جنرل افغانستان مقیم دہلی) درخواست کی ہے کہ تینوں شہدا کی نعشیں ہمیں دی جائیں تاکہ انہیں بعزت دفن کیا جائے۔
نیازمند ذوالفقار علی خان ناظر امور عامہ قادیان۔

ہمارا ٹیریٹوریل فورس

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب لفٹننٹ، سردار نذر حسین صاحب سیکنڈ لفٹننٹ، فضل احمد خان صاحب سیکنڈ لفٹننٹ امتحان لفٹننٹی میں کامیاب ہوئے۔

ایک خاتون کی وفات

میری والدہ امن بی بی بنت قربان حسین فوت ہو گئیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ مرحومہ ۱۸۹۹ء میں داخل سلسلہ احمدیہ ہوئیں۔ والد صاحب پہلے مخالف تھے باوجود انکی سختیوں کے اپنے عقیدہ پر قائم رہیں اور آخر ۱۹۱۹ء میں وہ بھی احمدی ہو گئے۔ ہم تین بھائی اور ایک بہن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۱۰ مارچ ۱۹۲۵ء

احمدیوں کی محض مذہبی اختلاف پر سنگساری

اسلام میں مرتد کی سزا قتل نہیں

(۲)

اب میں بتلاتا ہوں کہ قرآن کریم نے فیصلہ دیا ہے۔ کہ مرتد کی سزا قتل نہیں۔ پہلے جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم مخالف عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق اپنے پیروؤں میں کیسی روح پیدا کرنا چاہتا ہے اب میں یہ بتلاتا ہوں۔ کہ قرآن کا یہ فیصلہ ہے۔ کہ مرتد کی سزا قتل نہیں۔ اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مرتد کو قتل کیا جاتا تھا۔

پہلی دلیل

چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :- یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لہم وان یتولوا یعذبہم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر (سورۃ توبہ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کچھ لوگ مدینہ میں ہیں۔ جو مرتد ہو گئے ہیں۔ تمہارا کام نہیں کہ تم ان کو عذاب دو۔ یہ نہیں فرماتا کہ چونکہ وہ مرتد ہو گئے ہیں۔ اس لئے تم ان کو قتل کر دو۔ بلکہ فرماتا ہے۔ کہ ہم ان کو عذاب دینگے۔ تمہیں ہم اجازت نہیں دیتے۔ کہ تم ان کو ارتداد کی کوئی سزا دو *

دوسری دلیل

ایک اور آیت سے بھی یہ واضح طور پر استدلال ہوتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :- وقالت طائفۃ من اھل الکتٰب اٰمنوا بالذی انزل علی الذین اٰمنوا وجہ النہار واکفروا اٰخرہ لعلہم یرجعون۔ کہ ایک گروہ اہل کتاب کا اسلام قبول کرکے پھر ارتداد اختیار کر لیتے تھے۔ تاکہ اس طرح دوسرے مومنوں کو شک میں ڈالکر مرتد کر دیں۔ اگر اسلام کا یہ قانون ہوتا کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے۔ اس کی سزا قتل ہے۔ اور اس پر عمل بھی کیا جاتا تو کبھی وہ ایسی حرکت کی جرأت کر سکتے تھے۔ یہودی اپنے بھائی بندوں کو ایسا مشورہ کبھی تو دیتے تھے۔ کہ ان کو یقین تھا کہ ایسا کرنے سے ان کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوتا تھا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت مرتد کو کوئی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ اب میں یہ بتاتا ہوں کہ مرتد قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

تیسری دلیل

خدا تعالیٰ فرماتا ہے :- ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم سبیلا۔ بشر المنٰفقین بان لہم عذابا الیما۔ ن الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ کہ جو لوگ ایمان لائے۔ پھر کفر کیا۔ پھر ایمان لائے۔ پھر کفر کیا۔ پھر اس کفر میں ترقی کر گئے۔ ان کا یہ جرم خدا تعالیٰ معاف نہیں کریگا۔ اور نہ ان کو ہدایت نصیب ہو گی۔ ایسے منافقوں کو خبر دیدو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جو کہ مومنوں کے سوا کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ وہ کافروں کے ہاں عزت ڈھونڈتے ہیں۔ حالانکہ سب عزتیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ ایسے مرتدوں کے متعلق خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دیتا ہے۔ وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم اٰیات اللہ یکفر بہا ویستہزء بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ کہ اے مسلمانو! تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھا کرو۔ وہ بھی اسوقت جبکہ وہ علی الاعلان آیات اللہ کی تکفیر اور استہزا کر رہے ہوں۔ اگر مرتد کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ تو پھر ان کی ہنسی کیسی؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب وہ ہنسی کر رہے ہوں اُس وقت ان کے پاس نہ بیٹھو۔ لیکن اگر وہ تمسخر نہ کریں اور تہذیب کی باتیں کریں۔ تو پھر بے شک تم ان سے لو بھی اور باتیں بھی کرو *

چوتھی دلیل

اسی طرح ایک اور آیت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسلام میں کبھی بھی مرتد کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ ان الذین ارتدوا علٰی ادبارہم من بعد ما تبین لہم الہدی الشیطٰن سول لہم واملی لہم ذٰلک بانہم قالوا للذین کرھوا ما نزل اللہ سنطیعکم فی بعض الامر واللہ یعلم اسرارھم فکیف اذا توفتہم الملٰئکۃ یضربون وجوھہم وادبارھم۔ کہ جو لوگ مرتد ہو گئے ہیں شیطان نے ان کے لئے ان کا یہ فعل خوبصورت کر دکھایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈھیل دے رکھی ہے۔ پس ان کا کیا حال ہو گا۔ جب ملائکہ ان کی رُوح کو قبض کرینگے۔ توفی کا فعل عربی زبان میں طبعی موت پر بولا جاتا ہے۔ پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرتد کو ارتداد کی وجہ سے قتل ہرگز نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ان کو ڈھیل دی جاتی تھی۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ مرتد کو قتل کیا جاتا تھا توفی کے معنے طبعی موت کے ہیں۔ سنگسار کرنے کے نہیں اگر مرتد کو سنگسار کیا جاتا تھا۔ تو کیوں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو یہ حکم دیا کہ یہودیوں میں سے جو اسلام لاکر اور ہمارے ساتھ نمازیں پڑھ کر پھر مرتد ہو گئے ہیں۔ ان کو پتھروں سے مار ڈالو۔ کیونکہ وہ نہ صرف خود مرتد ہوئے تھے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس طرح مرتد کرنے کی کوشش کرتے تھے *

احادیث سے بھی قتل مرتد ثابت نہیں

پھر حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر مرتد کی سزا قتل نہیں۔ چنانچہ ابن المنذر اور مردویہ حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں۔ فی قولہ تعالیٰ :- وقالت طائفۃ من اھل الکتٰب اٰمنوا بالذی انزل علی الذین اٰمنوا وجہ النہار واکفروا اٰخرہ لعلہم یرجعون۔ کانوا معہم اول النہار یجالسون ویکلمون ...... وکفروا بہ وترکوہ اٰخر النہار۔ کہ وہ صبح کو ایمان لاتے تھے۔ اور شام کو مرتد ہو جاتے تھے۔ اور ان کو کوئی قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ اور مجاہد سے روایت ہے :- عن مجاہد فی قول اللہ عز وجل اٰمنوا بالذی انزل علی الذین اٰمنوا الآیہ یہود تقولہ صلت مع محمد صلٰوۃ الفجر وکفروا اٰخر النہار مکرا منہم لیروا الناس ان قد بدت لہم منہ الضلالۃ بعد ان کانوا اتبعوہ (ابن جریر) کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ صبح کی نماز بھی پڑھی۔ اسلئے کہ مومنین یہ سمجھیں کہ پھر ان کو اسلام میں بھی برائی نظر آئی ہے

تب بھی تو اتباع کرنے کے بعد انھوں نے پھر کفر اختیار کر لیا باوجود اسکے پھر وہ مارے نہیں جاتے تھے ۔

(۳) پھر بخاری میں آتا ہے ۔ کہ ایک شخص مسلمان ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسنے بیعت کی۔ وہ گھر گیا۔ تو اسکو بخار ہو گیا۔ وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا کہ مجھے اسلام موافق نہیں آیا میں مرتد ہوتا ہوں۔ لیکن اسکو قتل نہیں کیا گیا۔ ورنہ اسلام کا اگر یہ حکم ہوتا۔ کہ مرتد کو قتل کیا جائے۔ تو آنحضرت صلعم فرماتے۔ کہ اسلام تجھے موافق آئے یا نہ آئے تجھے مسلمان رہنا پڑیگا۔ ورنہ تجھے پتھروں سے قتل کیا جائیگا۔

(۴) پھر صحابہ کا طرز عمل بھی یہی بتلاتا ہے۔ کہ مرتد کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ حضرت ابو بکر رض نے جو مرتدین سے جنگ کی ہے تو ان کے مرتد ہونے کی وجہ سے نہیں کی۔ بلکہ ان کے جنگ کرنے کی وجہ سے کی ہے۔ جنگ کرنے والے مرتد کے متعلق تو صحابہ کے عمل میں قتل کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ لیکن محض مرتد کے متعلق ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا۔ کہ ان کو قتل کیا جاتا ہو چنانچہ جو ہتھیار ڈالدیتے تھے۔ ان کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

خلفائے راشدین کا طرز عمل

آپ کے وقت میں دو قسم کے مرتد تھے ایک تو وہ جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے۔ اور دوسرے وہ جو مسیلمہ اور اسود عنسی دشمنان اسلام کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اور پھر حضرت عمر رض کے زمانہ میں وہ ایرانیوں سے جا ملے تھے جب ایرانیوں کی مسلمانوں سے لڑائی ہوئی۔ تو حضرت عمر رض نے سوال کیا۔ کہ فلاں لوگوں کا کیا حال ہے۔ جس سے پوچھا گیا۔ اس کے خیال میں یہی تھا کہ مرتد کو قتل کرنا چاہیئے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ہم نے ان کو مار ڈالا۔ تو حضرت عمر رض نے جواب دیا کہ اگر وہ لڑائی میں نہیں مارے گئے تھے۔ تو ان کو قید کیوں نہ کر لیا۔ یہاں تک کہ جس دروازہ سے وہ نکلے تھے۔ اسی میں واپس آجاتے۔ وہ شخص کہتا ہے۔ کہ وہ تو مرتد تھے۔ اگر صلح واقع ہو جاتی۔ تب بھی ان کو قتل کیا جاتا۔ لیکن حضرت عمر رض نے کہا نہیں میں ہوتا تو ان کو قید کر دیتا ۔

پہلا مسئلہ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمر رض کے نزدیک اگر ان مرتدوں کی کوئی سزا ہے تو وہ قید ہے۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اگر مرتد کی سزا سنگسار کرنا ہوتی۔ تو حضرت عمر رض وہ یہ کہتے کہ تم نے قتل کیوں کیا۔ بلکہ سنگسار کرنا تھا۔ غرض زیادہ سے زیادہ اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ کم سے کم حضرت عمر رض کے نزدیک ان کی سزا قید ہے۔ مگر یہ قید بھی ارتداد کی سزا نہیں۔ بلکہ وہ بغاوت کی سزا ہے کیونکہ وہ جنگی قیدی ہیں۔ آجکل تو جنگی قیدی کو گولی مار دیتے ہیں۔ پس حضرت عمر رض نے قید کی رائے جو ظاہر کی ہے۔ تو وہ قید ارتداد کی سزا نہیں۔ بلکہ ان کی بغاوت کی سزا ہے ۔

فقہاء کا طرز عمل

اسی طرح فقہاء حنفیہ کا بھی طرز عمل یہی ہے۔ کہ محض ارتداد کی سزا قتل نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ عورت مرتد ہو جائے تو اس کی سزا قتل نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ عورت لڑتی نہیں۔ اس لئے وہ باغیہ نہیں۔ صرف مرتد ہے۔ اور محض ارتداد کی سزا قتل نہیں۔ چنانچہ عورت کے متعلق ہدایہ میں لکھا ہے۔ لدفع اثر الحراب۔ اور انہی وجوہات کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حتی لا تقتل الاعمیٰ کہ اندھا ہو بڈھا ہو۔ اس کو بھی نہ قتل کیا جائے۔ تو اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ محض ارتداد کی سزا قتل نہیں۔

بالمقابل تلوار چلانیوالے کی سزا تلوار

ہاں بعض ایسے مرتد تھے۔ جو کفار سے جا ملتے۔ اور مسلمانوں کے راز ان کو جا بتاتے تھے ایسے بھاگنے والوں کو بیشک قتل کرنے کا حکم ہے۔ اور آج کل کی حکومتیں بھی ایسے بھاگنے والے کے ساتھ یہی معاملہ کرتی ہیں۔ مثلاً انگریزوں اور جرمن کی جنگ تھی۔ انگریزوں کا کوئی آدمی جرمن کی طرف یا جرمن کا انگریزوں کی طرف بھاگتا۔ جس سے جنگی رازوں کے فاش ہو جانے کا خطرہ ہوتا۔ تو وہ ضرور قتل کیا جاتا۔ پس اس قسم کے قتل تو آج بھی مہذب دنیا کر رہی ہے۔ اور بغیر اس کے امن بھی نہیں ہو سکتا ۔

اخلاقی طور پر بھی مرتد کی سزا قتل نہیں

اسکے علاوہ اخلاقی طور پر بھی اگر دیکھا جائے۔ تو یہ عقیدہ غیروں پر کتنا خطرناک اثر ڈالنے والا ہے۔ کہ مسلمان تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو ان کے مذہب سے پھر جائے۔ اس کو قتل کر دینا چاہیئے جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ان کے مذہب میں کوئی خوبی نہیں۔ جو دوسروں کو اپنی طرف جذب کر سکے۔ اس لئے جو ان کے مذہب سے باہر قدم رکھے۔ اس کو مار ڈالتے ہیں۔ اور اس طرح خوف دلا کر انہوں نے اپنے مذہب کو بچا رکھا ہے۔ ورنہ آریوں اور عیسائیوں کو بھی یہ حق پہنچتا ہے۔ مگر وہ ایسا نہیں کرتے جس کے یہ معنے ہیں کہ ان کا مذہب اپنے اندر جذب کی طاقت رکھتا ہے۔ اس لئے ان کو قتل مرتد کے مسئلہ کے ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب قتل مرتد کا عقیدہ رکھنے والے سوچیں کہ اس طرح ہندو اور عیسائی مذہب کی خوبی ثابت ہوتی ہے یا اسلام کی ایک عیسائی تو عیسائیت کو سچا سمجھ کر اسپر قائم رہتا ہے لیکن ایک مسلمان اسلام کو سچا سمجھ کر نہیں۔ بلکہ ڈر کر اسلام پر قائم رہتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر میں نے مذہب بدلا۔ تو میں قتل کیا جاؤں گا ۔

قتل مرتد کا عقیدہ سیاسی طور پر بھی خطرناک ہے

اس سے بڑھ کر پھر یہ عقیدہ سیاسی طور پر نہایت خطرناک ہے۔ اگر غیر حکومتوں کے مقابلہ میں اسلامی حکومتوں کو دیکھا جائے تو اڑھائی بوٹیاں اور فتو باغبان والی مثال صادق آتی ہے۔ سارے افغانستان کی آبادی صرف لنڈن کی آبادی کے بھی برابر نہیں۔ کیونکہ لنڈن شہر کی آبادی اسی۸۰ لاکھ ہے۔ اور اس کی ساٹھ لاکھ۔ اور وہ بھی عیسائیوں کے رحم پر ہے یا آپس کے تفرقے کے باعث ورنہ ان کی ایک ٹھوکر سے افغانستان تباہ ہو سکتا ہے۔ فرانس ہے۔ انگریز ہیں۔ اٹلی ہے۔ روس ہے۔ ٹرکی یا افغانستان ان کے مقابلہ میں کیا طاقت رکھتے ہیں۔ اگر یہ تمام طاقتیں دو فیصدی ملک میں بھی اگر یہ قانون جاری کر دیں۔ اور غیر قومیں بھی یہی طریقہ استعمال کرنے لگیں۔ تو نتیجہ یہ ہو کہ تبلیغ بالکل رک جائے۔ اور ترقی اسلام بالکل بند ہو جائے۔ ترکوں کے علاقہ میں جو مسلمان ہیں۔ وہ ہندوستان میں اگر مرتد ہو سکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ سارے دعوی غیر قوموں کی شرافت کی وجہ سے کئے جا رہے ہیں۔ ورنہ اگر وہ بھی اپنی حکومتوں میں یہی قانون جاری کر دیں۔ تو مسلمان کیا کر سکتے ہیں ۔

اغیار کی شرافت کی وجہ سے افغانستان ظلم کر رہا ہے

انہوں نے سوچا کہ ہمارے ملک میں تو ہمارا بس چلتا ہے ہم اپنے ملکوں میں مرتدوں کو مارنا شروع کر دیں۔ اور غیر ملکوں میں مسلمانوں کا ہمیں خوف نہیں۔ کیونکہ غیر حکومتیں ان کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرینگی۔ کہ کوئی مسلمان ہو۔ تو اس کو قتل کر دیں۔ ایسے لوگ تو انسان کہلانے کے بھی مستحق نہیں۔ ان کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسا کہ ہمارے احمدیوں کا ایک گاؤں ہے۔ جو دوسرے غیر احمدیوں کے گاؤں کے لوگوں سے زبردست اور دلیر ہیں۔ وہ غیر احمدی احمدیوں کے جانور چرا لیتے ہیں۔ اگر احمدی بدلے میں ان کے جانور پکڑ لیں۔ تو وہ کبھی ایسی حرکت نہ کریں۔ اب اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ وہ محض اس لئے احمدیوں کے جانور چرا لیتے ہیں کہ احمدی ان کے جانور نہیں چرائینگے بعینہ یہی حالت افغانستان کی ہے۔ کہ ان کو یقین ہے۔ کہ یہ امن پسند لوگ ہیں۔ ہم تو ان کو قتل کرتے جائینگے۔ مگر یہ کوئی طریقہ خلاف امن ہمارے مارنے کا نہیں استعمال کرینگے۔ کیا اس طرح افغانستان محفوظ ہو جائیگا ۔ ہرگز نہیں ۔

اخبارات پر سرسری نظر

ولتجدن اقربہم مودۃ

"ہلنڈن ۲۵ر فروری۔ سر آرنلڈ نے مسیحیت اور اسلام پر لیکچر دیا۔ یہ لیکچر لنڈن کی مجلس مشرق وسطے و مشرق قریب کے اہتمام سے ہوا۔ اسی موقعہ پر ڈاکٹر کے نے بھی تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نسل انسانی کی سلامتی اور دنیا کے امن کے لئے مسیحیوں اور مسلمانوں کا اتحاد سب سے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اسلام کا مدعائے اعلیٰ یہ ہے۔ کہ دنیا میں امن ہو۔ اور امن کے لئے جو انجمن بنے۔ اس کے لئے دنیا کے کسی قوم پرست ملک کی نسبت اسلام کی امداد کہیں زیادہ مفید ہے۔ خواہ وہ امداد بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ"

مہاراجہ بھرتپور کا اسراف

"مہاراجہ صاحب بھرت پور کو تھیٹروں کا بہت شوق ہے چنانچہ صرف آپ کی ایک اکیلی ذات کے لئے بھرت پور میں ایک تھیٹریکل کمپنی سرکاری ملازم ہے۔ جس میں متعدد ایکٹر اور یہودی ایکٹریس موجود ہیں۔ چند روز ہوئے۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب دہلی میں تشریف لائے۔ تو آپ تماشا دیکھنے کے لئے ایک تھیٹر میں گئے۔ جہاں دس ہزار روپیہ نقد ایکٹروں اور ایکٹریسوں کو بطور انعام نذر کیا گیا۔ پچھلے دنوں ریاست بھرت پور میں سیلاب آیا۔ تو ہزارہا لوگ تباہ ہو گئے۔ اور اس وقت تک فاقہ کشی کی حالت میں مر رہے ہیں"

ریاستوں میں ترقی تنخواہ کا معیار

"ریاست کپور تھلہ میں پانسو روپیہ ماہوار پر ایک صاحب اکونٹنٹ جنرل مقرر ہیں۔ جو آج سے تھوڑا عرصہ پہلے انگریزی علاقہ میں ساٹھ روپے ماہوار کے ملازم تھے۔ ریاست اندور میں ایک صاحب انسپکٹر جنرل پولیس مقرر کئے گئے۔ جو چند سال پہلے پانی دینے والے بہشتی تھے۔ ان حالات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ ریاستوں میں ترقی اور تنخواہ کے زیادہ کرنے کا کیا معیار ہے"

عیسائی پروپاگنڈا

"پہلے پہل محکمہ اشاعت و تبلیغ کا خیال پوپ گریگوری پندرھویں کو پیدا ہوا چنانچہ اس نے ۶ر جنوری ۱۶۲۲ء میں کارڈینلوں کی ایک مجلس بیٹھا کر غور کا حکم دیا۔ آخر کار مجلس نے ۲۲ر جون ۱۶۲۲ء کو اجرائے محکمہ پروپاگنڈا کا فیصلہ کیا۔ یکم اگست ۱۶۲۷ء پوپ اربان ہشتم نے اس کا نام مقدس ادارہ مجلس پروپاگنڈا رکھا۔ جس میں تمام مختلف ممالک کے مشنوں کی طرف سے نمائندے لئے جاتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں پوپ پیوس دہم نے قواعد و آئین بنائے۔ محکمہ پروپاگنڈا کی زیر نگرانی ایک بہت بڑا کالج ہے۔ جس میں تمام دنیا کے طلبا اشاعت و تبلیغ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ہر طالب علم کو پانچ سال تک زیر تعلیم رہنا لازمی ہے۔ طلبا کے اخراجات کے متکفل اس ملک کے مشن ہوتے ہیں۔ جہاں سے وہ بھیجا جاتا ہے۔ جہاں کوئی باقاعدہ مشن نہیں۔ وہاں کے طلباء کو محکمہ پروپاگنڈا اخراجات دیتا ہے۔ اس کالج میں دنیا کی مختلف زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر زبان لاطینی لازمی ہے۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد طالب علم اپنے اپنے ممالک میں واپس آکر تبلیغی کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مگر اکثر کو تبلیغی کام شروع کرنے سے پہلے مختلف ممالک میں بغرض سیر و سیاحت بھیجا جاتا ہے۔ طلبا کو کوئی نہ کوئی فن بھی سکھایا جاتا ہے۔ اور فن طب کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے"

اہل اسلام سوچیں۔ کہ انہوں نے اپنی حفاظت کا کیا سامان کیا ہے۔ اور اس سد میں کیا حصہ لیا ہے۔ جو ذوالقرنین نے بنائی

احمدیت اور اسلام

"کلکتہ کے ایک مسیحی انگریزی اخبار گارڈین نے نیو فرنٹ آف اسلام (اسلام کا جدید محاذ) کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ یہ دنیا کو اس سے مطلب نہیں۔ کہ اسلام کیا تھا۔ بلکہ وہ یہ دیکھنا چاہتی ہے۔ کہ اسلام کی کیا صورت بننے والی ہے۔ اسلام کا رخ کس طرف ہے۔ اس نے ان اصلاحی تحریکات کا ذکر کیا ہے۔ جو سر سید احمد خاں۔ ترکان احرار۔ حامیان خلافت حامیان اصلاح نسوان اور جماعت احمدیہ نے شروع کر رکھی ہیں۔ اور وہ لکھتا ہے۔ کہ پانچ جماعتیں موجودہ اسلامی زندگی کے ان پانچ شعبوں کی علمبردار ہیں جنہیں تعلیمی اصلاح قومیت پرستی۔ پان اسلامزم۔ معاشرتی اصلاح اور مذہبی پروپاگنڈا کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی موجودہ اصلاحی تحریک یا موجودہ زمانہ کی کسی قسم کی ارتقائی تحریک منبع کی اسلامی ملک یا مسلمانوں کی قوم کے اندر تلاش کرنا چاہے۔ تو اسے ناکامی کے سوا کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ اور ایسی تمام تحریکات جو اس وقت مسلمانوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ صرف مغربی تعلقات کا براہ راست اثر اور نتیجہ ہیں"

ان شبہات کے ازالہ کے لئے احمدیت و اسلام ایک بہترین کتاب ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

مشرق و مغرب پر عالمگیر عذاب

مشرق میں جو حال ہے۔ وہ سب پر عیاں ہے۔ مغربی ممالک بھی محفوظ نہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل خبریں اخبارات میں چھپی ہیں:۔ پہلی خبر روس میں قحط کی۔ جس کا عنوان ہے:۔

"روس میں قحط۔ لوگوں نے بھوک کے مارے مکانوں کو جلا کر خودکشی کر لی" "روس میں اس قدر قحط پڑا ہوا ہے۔ کہ سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ بعض قحط زدہ اضلاع میں لوگوں نے بھوک سے تنگ آکر اور امداد کی توقع سے مایوس ہو کر مکانوں میں آگ لگا دی۔ اور اس طرح مع اہل و عیال جل مرے"

دوسری خبر امریکہ میں زلزلہ کی۔ جس کا عنوان ہے:۔

"امریکہ میں زبردست زلزلہ۔ زلزلۃ الارض زلزالہا کا نظارہ لوگوں کو شبہ ہوا۔ کہ قیامت آگئی۔ نیویارک ۲ر مارچ کل شام کو زلزلہ آیا۔ نیویارک کے ریلوے پلیٹ فارم پر جو لوگ کھڑے تھے۔ وہ نیچے گر پڑے۔ ایک مرد مر گیا۔ اور دو عورتیں زخمی ہوئیں۔ زلزلہ دو منٹ تک تمام کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ میں محسوس ہوا ہے۔ مشرقی علاقہ میں اس کا اس قدر زور تھا۔ کہ ۱۶۵۵ء کے بعد سے آج تک وہاں ایسا زلزلہ نہیں آیا۔ لوگ سمجھے قیامت آگئی ہے۔ اور گرجاؤں کو دوڑ پڑے۔ شہر نیویارک میں کئی لوگ بیہوش ہو گئے۔ تماشہ گاہوں سے لوگ بھاگ کر باہر نکل گئے۔ بعض جگہ ۲۵ منٹ تک دھکے لگتے رہے"

تیسری خبر لنڈن میں زلزلہ کی:۔

"اکسفورڈ ۴ر مارچ کل ناٹنگھم شائر میں زلزلہ محسوس ہوا"

چوتھی خبر انگلستان میں پھر تند ہواؤں سے نقصان

"اکسفورڈ ۴ر مارچ۔ کل پھر برطانوی ساحل پر تند ہوائیں چلنی شروع ہو گئیں۔ اور اس کی وجہ سے اچھا خاصہ نقصان ہوا"

کیا یہ عالمگیر عذاب ابنائے زمانہ کی توجہ کو اس طرف منعطف نہیں کرتے۔ کہ کوئی رسول مبعوث ہو چکا ہے۔ اور یہ سب کچھ اسی کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہے۔ کاش دنیا وقت کے نبی کو پہچانے

مسلم یونیورسٹی میں اسلام

معزز ممبر یونیورسٹی کورٹ نے شکایت کی ہے۔ کہ الفضل مورخہ ۱۲ر فروری میں والیہ بھوپال کی تقریر کا جو اقتباس دیا گیا ہے۔ وہ عنوان سے مطابق نہیں۔ میں نہایت ادب سے عرض کروں گا۔ کہ اس اقتباس کو دوبارہ پڑھ لینے کے بعد بھی میں یہی سمجھتا ہوں۔ کہ عنوان اور اقتباس بالکل مطابق ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نوکل قادیان مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۲۵ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود کی سب سے بڑی خوشی خدا کے نشانات پورے ہونے میں تھی

جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پایا ہے یا جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب حضور کی کوئی پیشگوئی پوری ہوتی کیسی خوشی ہوتی تھی۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کسی اور چیز سے حضور کو اتنی خوشی ہوتی ہو۔ جتنی کہ آپ کو کسی الہام اور پیشگوئی کے پورا ہونے سے ہوتی تھی۔ جب کبھی آپ کے الہامات اور پیشگوئیاں پوری ہوتیں۔ ان کو بہت بڑی اہمیت دیتے۔ اور آپ کو نہایت درجہ کی خوشی ہوتی۔ اور اس خوشی میں ہر وقت ان کا ذکر فرماتے۔ گھر میں بھی اور گھر سے باہر بھی اسی نشان کا ذکر فرماتے۔ سیر کو جاتے تب بھی اس کا ذکر فرماتے۔ اور اس خوشی میں پہلا کام جو حضور سے ظاہر ہوتا وہ یہ تھا۔ کہ حضور اشتہار تحریر فرماتے۔ اور اس کی اشاعت کیلئے بہت بہت تاکید فرماتے۔ آپ کو الہامات اور پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر اتنی خوشی ہوتی تھی۔ کہ آپ کو سخت سے سخت غم بھی بھول جاتے تھے ؛

میاں مبارک احمد صاحب کی وفات کا واقعہ

چنانچہ میاں مبارک احمد صاحب کی وفات پر آپ اس صدمے اور غم کو بھول گئے۔ ایسے وقت میں جبکہ ایک دنیادار کو سخت صدمہ اور غم ہوتا ہے۔ آپ کو اس وقت بھی حضور نے اپنے احباب کو بہشتی مقبرہ میں جہاں میاں مبارک احمد صاحب کو دفن کیا تھا۔ یہ وصیت فرمائی۔ کہ خدا تعالےٰ کی قضا و قدر پر راضی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو ابتلاء اور مصائب آتے ہیں۔ وہ ترقی مدارج کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ انسان اپنی کوشش اور عبادت سے اتنے مدارج اور ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ جتنی خدا تعالےٰ کی طرف سے جب اس پر ابتلاء آتے ہیں۔ اور وہ ان پر صبر کرتا ہے۔ قضاء و قدر کے ظہور پر جب انسان صبر کرتا ہے۔ تو اس کو وہ مراتب ملتے ہیں۔ جو عبادات اور مجاہدات سے نہیں مل سکتے۔ کیونکہ مجاہدات انسان اپنی محنت اور آرام کا کچھ نہ کچھ خیال کر کے کرتا ہے۔ لیکن جو خدا کی طرف سے ابتلاء آتے ہیں۔ ان میں رنگ اور ہیئت کو بھی نہیں دیکھا جاتا۔ اور انسان کو کوئی رستہ نظر نہیں آتا۔ ایسی حالت میں اگر وہ صبر کرتا ہے۔ تو اس کے مدارج کی بہت ترقی ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ کہ اس وقت اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی رحمتوں کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں۔ بے شک ان ابتلاؤں میں تکلیف اور صدمہ بھی ہوتا ہے۔ مگر جہاں ان ابتلاؤں میں تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں خدا تعالےٰ کی رحمتیں اور اس کے فضل بھی نازل ہوتے ہیں۔ جب آپ یہ تقریر فرما چکے تو پھر آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے تو مبارک احمد کے فوت ہونے میں بھی خوشی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا کلام اور اس کی طرف سے جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ وہ پوری ہوئی ہے۔ دوسروں کو جس وقت دکھ اور صدمہ ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے تو خوشی ہے۔ کہ مبارک احمد کی وفات الہام کے مطابق واقعہ ہوئی۔ اس الہام میں مبارک احمد صاحب کی ولادت سے قبل گویا مبارک احمد آپ کو کہتا ہے۔ انی اسقط من اللّٰہ و اصیبہ۔ چنانچہ تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ کہ اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی طرف قرب حاصل کرے گا۔ اور نیک ہوگا۔ اور اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ جلدی فوت ہو جائے گا۔ خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ اس کا کیا ارادہ ہے۔ چنانچہ وہ پیدا ہوا۔ اور آٹھ سال کا ہو کر جب وہ فوت ہو گیا۔ تو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی خوشی میں اس کی وفات کا غم بھی آپ کو بھول گیا۔ یہ خوشی آپ کو کیوں ہوتی تھی۔ وہ اس لئے کہ۔ ان الہامات اور پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے خدا تعالےٰ کا وجود دنیا میں ظاہر ہوتا تھا۔ اور اسی کام کے لئے خدا تعالےٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔ پس آپ اپنے الہامات اور پیشگوئیوں کو خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کے جلال کے اظہار کا ذریعہ یقین کرتے اور سمجھتے تھے۔ کہ ان کے پورا ہونے سے خدا تعالےٰ کا جلال ظاہر ہوگا۔ یہ وجہ تھی۔ کہ پیشگوئی کے پورا ہونے پر آپ کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہتی تھی۔ کیونکہ جس مقصد کے لئے خدا نے ان کو بھیجا تھا۔ ان کے پورا ہونے سے وہ مقصد پورا ہوتا تھا ؛

نشانات کا نا متناہی سلسلہ

اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا حضرت مسیح موعود کی زندگی تک ہی محدود نہیں۔ اور نہ آپ کے بعد وہ سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ جس کام کے لئے خدا تعالےٰ نے آپ کو بھیجا۔ اس کو پورا کرنے کے لئے کئی ایسی غیب کی خبریں ہیں۔ جو اس وقت آپ کی زندگی میں اخبارات اور کتابوں اور رسالوں میں شائع کی گئیں۔ اور لوگوں نے سنیں۔ اور وہ آپ کے بعد پوری ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ اور جس طرح آپ کی زندگی میں بڑے بڑے عظیم الشان نشانات ظاہر ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ کے بعد بھی بڑے بڑے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح آپ پیچھے آنے والوں کے لئے بھی سچائی کا ثبوت چھوڑ گئے۔ تا ان پر بھی خدا تعالےٰ کی ہستی اور جلال ظاہر ہو۔ ورنہ بعد میں آنے والوں کے لئے آپ کی سچائی کا کیا ثبوت ہو سکتا تھا۔ اس لئے نشانات کا سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے بکثرت ایسی غیب کی خبریں آپ پر ظاہر کیں۔ کہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ جو کہ آپ کی زندگی میں ہی شائع کر دی گئیں۔ تا ان لوگوں کو بھی یقین ہو۔ کہ خدا موجود ہے ؛ اور وہ غیب کی باتیں جانتا ہے ؛

وہ نشان جو حال میں ظاہر ہوا

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت جو جماعت کے متعلق واقعہ ظاہر ہوا ہے۔ اس کی خبر بھی حضرت مسیح موعود کے الہامات میں موجود ہے۔ اور جس کی خبر دنیا کے گوشے گوشے میں پہلے سے ہو چکی ہے۔ اور جس طرح پہلے کابل میں واقعہ ہوا۔ اور اس کی خبر قبل از وقت خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو دی۔ اسی طرح یہ خبر بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات میں موجود ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔ کہ جس طرح آپ کی زندگی میں بڑے بڑے نشانات ظاہر ہوئے۔ اسی طرح آپ نے بعد میں آنے والے ایسے واقعات کی بھی خبر دی جو کہ ایک شور اور تہلکہ مچا دینے والے تھے۔ تاکہ ان کو عظمت دی جائے۔ ان واقعات کو تاریخ محفوظ رکھے گی۔ اور وہ لوگوں کو یاد رہیں گے۔ حضرت کی ایک پیشگوئی تو وہ تھی۔ جس میں لکھا تھا۔ شاتان تذبحان۔ کہ دو بکرے ذبح کئے جائیں گے۔ جو آپ کی زندگی میں پوری ہوئی۔ مگر اس واقعہ کے بعد بھی علم الٰہی میں اہم واقعہ مقدر تھا۔ جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے آپ کو اطلاع دی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کا یہ الہام بدر میں شائع ہو چکا ہے۔ جس طرح پہلے دو بکرے ذبح کئے جانے کی آپ کو اطلاع دی گئی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے یہ بھی خدا سے علم پا کر اطلاع دی۔ کہ تین بکرے ذبح کئے جائیں گے

چنانچہ اب حکومت کابل نے ہمارے تین آدمی شہید کئے۔

خود دشمن نے مسیح موعود کی صداقت پر مہر لگائی

دشمن تو اس لئے ہمارے بھائیوں کو قتل کرتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ مٹ جائے۔ دنیا سے نابود ہو جائے۔ جس طرح کہ کفار مکہ کوشش کرتے تھے۔ کہ آنحضرت کا سلسلہ مٹ جائے۔ اور اس کا نام نشان باقی نہ رہے۔ لیکن اسلام کی صداقت اور بھی ظاہر ہوئی۔ اس لئے انہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کر کے خود اپنے کاموں سے سلسلہ کی صداقت کو ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ جو کام انہوں نے اس سلسلہ کے مٹانے کے لئے کیا ہے وہی کام سلسلہ کی سچائی کا موجب ہو گیا۔ انہوں نے ہمارے تین بھائیوں کو سنگسار کر کے شہید کیا ہے۔ تو کیا حضرت مسیح موعود کے الہامات میں اس واقعہ کی پہلے سے اطلاع نہیں دی گئی۔ پس یہ واقعہ تو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ یہ سلسلہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور سچا ہے۔

جھوٹے اور سچے مدعی میں مابہ الامتیاز

دعویٰ کرنا آسان ہے۔ دعویٰ تو لوگ خدائی کا بھی کر دیتے ہیں مگر یہ باتیں آسان نہیں۔ یہ فعل خدا کا فعل ہے۔ کہ قبل از وقت ایک واقعہ کی خبر دیتا ہے۔ اور پھر وہ پوری ہو جاتی ہے۔ یہ کسی انسان کی اختیار کی بات نہیں بلکہ یہ خدا کا کام ہے۔ کہ جو اپنے سچے رسولوں کو باتیں بتاتا ہے ان کو پورا بھی کرتا ہے۔ دعویٰ کرنا آسان ہے۔ مگر زندہ نشانوں کے ذریعے زندہ خدا کی ہستی کا ثبوت بغیر خدا تعالےٰ کے سچے اور راستباز بندوں کے کوئی نہیں پیش کر سکتا۔ یہ فرق ہے سچے اور جھوٹے مدعی میں بیشک جھوٹے بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے آدمی بھی مارے گئے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ تمہارے لیڈروں نے تمہارے ان آدمیوں کے مارے جانے کی قبل از وقت خبر بھی دی ہیں۔ ان نشانوں کے ذریعے تمام جھوٹے مدعیوں سے سچا مدعی ممتاز ہوتا ہے۔

ایک لاکھ والی تحریک

جماعت وزیرستان ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ جو صرف چار احباب کی ہے۔ ان کا فارم باقاعدہ آیا ہے۔ سیکرٹری صاحب منشی غلام حسین نے ہر ایک احمدی دوست سے اس کی پوری آمدنی وعدہ میں لی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں ”تحریک چندہ کا فارم اور لیکچر حضرت صاحب ہر ایک دوست کی خدمت میں پیش کی گئی۔ ہر ایک نے بڑے اخلاص سے اس حکم کی تعمیل کرنے میں پیش قدمی کی ہے۔ سب سے زیادہ اخلاص خانصاحب غلام محمد صاحب ایس۔ ڈی۔ او نے دکھایا۔ یہ بڑی رقم ۲

بہائیوں کی سازش ناکام رہی

سرقہ برآمد ہونے کا الزام ناروا

ہم نے ۱۲ر فروری کے الفضل میں جناب ناظر صاحب امور عامہ کا ایک خط بنام پریذیڈنٹ انجمن بہائیہ شائع کرتے ہوئے اپنا یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ جو کمسن لڑکا دہلی آگرہ سے اپنا آنا بیان کرتا ہے۔ اور جس کے پاس چار کتابیں بہائی ازم کی دیکھی گئیں۔ اور جو اسی وقت ۱۶ر فروری کو ناظر صاحب موصوف نے بذریعہ رجسٹری واپس کر دی تھیں۔ اس کے بارے میں ہمارا گمان غالب یہی ہے۔ کہ یہ کتابیں ایک کمسن کو قابو کر کے اس کے ہاتھ بھجوانا اپنی مخصوص اغراض پوری کرنے کیلئے ہے۔ جن کی بہائی ازم سے توقع ہو سکتی ہے۔ سو ہمارا یہ گمان صحیح نکلا۔ کہ اس چٹھی کے شائع ہونے اور ناظر صاحب امور عامہ کی طرف سے کتابیں پہنچائے جانے کے بعد بہائیوں کے اخبار میں قادیان میں سرقہ برآمد ہوا۔ بہائی کتابوں کی دہلی سے چوری کے عنوان سے ساتھ ایک مضمون نکلا ہے جس میں یہ بتایا ہے۔ کہ اس لڑکے کے ساتھ بہائیوں کی خط وکتابت تھی۔ جس کو اپنا آلۂ کار بنا کر یہاں بھیجا گیا تھا تاکہ وہ اعتبار حاصل کر کے ہمارے کتب خانہ سے وہ کتابیں ان لوگوں کے پاس پہنچا دے۔ جنہیں وہ اپنے زعم کے مطابق اپنے خود ساختہ مذہب کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ مگر ہم چونکہ بہائی لوگوں کے اطوار و عادات سے واقف ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کا داؤ نہ چل سکا۔ تو اب وہ کھسیانے ہو کر ہمیں پر الزام سرقہ نہایت ڈھٹائی کے ساتھ لگانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ جیسا کہ وہ اپنے اخبارات کے نوٹ میں یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اس لڑکے کے ساتھ جو خط وکتابت تھی۔ اس سے سازش کی بو آتی تھی۔ اگر یہ صحیح ہوتا۔ تو وہ اس کو اپنے دفتر اور کتابوں میں ایسا موقعہ کبھی نہ دیتے۔ وہ اپنا سب کچھ اسی کے حوالے کر کے اپنے اپنے کاموں پر چلے جاتے۔ اور نہ کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے۔ کہ ایک اجنبی لڑکے پر اسی دن جس دن وہ آیا ہو اتنا اعتبار کر لیا جائے کہ خالی کمرہ جس میں سب سامان پڑا ہو۔ اس کے حوالے کر دیا جائے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ اس لڑکے کی خط وکتابت سے ان کو سازش کی بو بھی پہلے سے آ چکی ہو۔ پھر یہ کہنا کہ اس لڑکے کو قادیان سے اس غرض کے لئے بھیجا گیا تھا۔ کہ وہ ان کتابوں کو اٹھا لائے۔ جن کا اٹھا لانا بہائیوں نے بیان کیا ہے۔ کئی وجوہ سے سراسر غلط اور بیہودہ ہے۔ کیونکہ اول تو بہائیوں سے جن کتابوں کا ہم مدت سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کتابوں پر کوئی نام درج نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ لڑکا اس قابلیت کا نظر آتا تھا۔ کہ اسے معلوم ہو سکے کہ یہ وہی کتاب ہے۔ جس کا نام اقدس یا مبین یا اقتدار یا البیان ہے۔

دوم۔ وہ کتابیں جو بہائی اٹھا لانا بیان کرتے ہیں۔ وہ ایسی ہیں۔ جن کا نام ہم نے کبھی بہائی لٹریچر میں نہیں پڑھا۔ اور نہ بہائیوں نے کبھی ان ناموں کو شائع کیا۔ کہ ہمارے پاس ہیں۔ سوائے کتاب الفرائد کے جو مطبوعہ ہے۔ اور جس کا ان کے اخبار میں فروخت کا اشتہار بھی چھپتا رہا ہے۔ اور ان لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ کتاب الفرائد قادیان میں ہمارے پاس موجود ہے۔ جس کو وہ یہاں سے نکلنے سے پہلے دیکھ چکے ہیں۔ اور دوسری کتاب جس کو وہ قیمتی اور شرح آیات مؤرخہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ہم نے ناظر صاحب امور عامہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا اس پر کوئی نام درج تھا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ ایک دیوان پر جو نام درج تھا وہ طراز الہی تھا۔ اور کتاب الفرائد کے سوا اور دوسری کسی کتاب کا نام درج نہیں تھا۔ اس واسطے اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ شرح آیات مؤرخہ کوئی کتاب قیمتی ہے۔ اور وہ ان کتابوں میں موجود بھی تھی۔ جو لڑکے کے پاس دیکھی گئیں۔ تو بھی اس کتاب کی چوری ہماری طرف منسوب کرنا بہائیوں کی اپنی سازش اور فریب کو چھپانے کے لئے ایک دلیل ہے۔ کیونکہ یہاں نہ کسی کو یہ علم کہ وہ کتاب کس مقتل کے پاس ہے۔ اور نہ کسی احمدی نے اس کی کبھی شکل دیکھی۔

سوم جس طرح آیات مؤرخہ کی کسی احمدی نے شکل نہیں دیکھی۔ اسی طرح جن دو دیوانوں کا نام اخبار بہائیہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ایک دیوان قابل تھا۔ اور ایک مثنوی نعیم ان سے بھی کوئی احمدی واقف نہیں۔ یہاں تک کہ جو خط ناظر صاحب امور عامہ نے لکھا۔ اس میں بھی ان کا یہ نام درج نہیں جو ہمیں اب بتایا گیا ہے۔

بہائیوں سے جن کتابوں کا ہم مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ اقدس۔ مبین۔ اقتدار۔ البیان چار کتابیں ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی کتاب ہمارے پاس پہنچتی۔ تو بھی ایک دشمن کو یہ کہنے کا موقعہ مل سکتا تھا۔ کہ کسی احمدی کے اشارے سے وہ کتابیں لائی گئی ہیں۔ اور اس میں بہائیوں کی سازش نہیں۔ مگر ان کتابوں میں سے کسی کتاب کا نہ ہونا۔ اور ایسی تین چار کتابوں کا اس لڑکے کے پاس ہونا۔ جن کی نہ ہم کو ضرورت نہ ہم کو ان کا علم ثابت کر

کہ اصل سازش اس میں بہائیوں کی ہے۔ کیا دنیا میں کوئی عقل سند یہ باور کر سکتا ہے۔ کہ ایک لڑکا جس کے ساتھ بہائی بہت خط وکتابت تسلیم کرتے ہیں۔ اور جس میں یہ قابلیت ہی نظر نہیں آتی۔ کہ وہ یہ سمجھ سکے۔ کہ بہاء اللہ کے متعلق کون کونسی کتابیں ہیں۔ اس کو یہاں سے کسی نے کتابیں لانے کے لئے بھیجا ہو۔ ہاں ایسا لڑکا جو بہائیوں کے ساتھ خط وکتابت رکھتا ہے۔ اور جس پر بہائیوں کو اتنا اعتبار ہے۔ کہ اس کے ذریعہ کے ساتھ ہی اپنا سارا سامان اس کے حوالہ کر کے باہر بھیج جاتے ہیں۔ یہ ضرور ان کی کسی سازش میں جو احمدیوں کے خلاف ہو۔ آلہ کار بنایا جا سکتا ہے۔

بہائی اخبار نے جو عنوان اپنے نوٹ کا دیا ہے کہ قادیان میں سامان سرقہ برآمد ہوا۔ یہ بھی دجل ہے۔ کیونکہ اس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ کتابیں گویا پولیس میں رپورٹ دے کر پولیس کے ذریعہ برآمد کرائی گئی ہیں۔ حالانکہ اتنی جلدی قادیان میں کسی کو پولیس میں دہلی رپورٹ لکھوانے کی اطلاع ہو سکتی تھی۔ اور نہ ہی کسی کو یہ علم تھا۔ کہ کوئی رپورٹ بہائیوں نے احمدیوں کے بدنام کرنے کے لئے دہلی میں لکھوائی ہے۔ احسان کا جو معاملہ ناظر صاحب امور عامہ نے بہائیوں کے ساتھ کیا ہے اگر یہی معاملہ کسی اور سے ہوتا۔ تو وہ بجائے کسی قسم کے جھوٹے الزام تراشنے کے اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتا۔ کہ جس نے ان کے ساتھ ایسا شریفانہ معاملہ کیا۔ مگر دغل و فریب کے مجسمے ہمیشہ دوسروں کو بھی اپنے جیسا ہی تصور کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اپنے دلوں میں کھوٹ ہوتا ہے۔ اور بہائی فرقہ تو اپنی اس قسم کی کارستانیوں میں ابتدا سے مشاق چلا آتا ہے۔ جس کے متعلق مزید روشنی ہم کسی دوسرے پرچہ میں ڈالیں گے۔ جس سے ہمارے ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہو سکے گا۔ کہ یہ فرقہ کس قدر مکار اور دھوکہ باز ہے۔ کہ ان کے نزدیک ہر اس شخص کا مال جو بابی یا بہائی نہیں ہے۔ لے لینا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ واجب ہے جیسا کہ ان کی کتابوں میں ایک خاص باب اس عنوان کا باندھا گیا ہے۔ کہ جو لوگ بابی اور بہائی نہ ہوں۔ ان کے اموال کو ان کے قبضے سے نکال کر اپنے قبضے میں لایا جائے

انیسویں صدی کا مہرشی پنجاب کونسل میں

آریہ مہاشے جناب میر قاسم علی صاحب کی تالیف "انیسویں صدی کا مہرشی" ضبط کرانے اور اس پر مقدمہ چلانے کیلئے سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ ایک دفعہ پہلے پنجاب کونسل میں سوال کرا چکے ہیں۔ اب دوبارہ چوہدری رام سنگھ صاحب نے حسب ذیل سوالات کئے ہیں جو مع ان جوابات کے جو گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے دیئے گئے چھاپے جاتے ہیں۔

"چوہدری رام سنگھ صاحب (۱) بحوالہ جواب سوال نمبری ۹۹۰ کیا گورنمنٹ براہ نوازش بیان کرے گی۔ کہ (الف) گورنمنٹ نے کس طرح اس امر کا اندازہ لگایا۔ کہ کتاب موسومہ انیسویں صدی کا مہرشی کی کافی اشاعت نہیں ہوئی۔ اور کتاب موسومہ رنگیلا رسول کی طرف عام لوگوں کی توجہ ہے۔ اور وہ کافی طور پر اشاعت پذیر ہو چکی ہے۔ حالانکہ دونوں کتابوں کے سرورق پر تحریر ہے۔ کہ ہر ایک صرف ایک ایک ہزار کی تعداد میں طبع ہوئی ہے۔ اور (ب) کسی کتاب کی اشاعت کو معلوم کرنے کے لئے گورنمنٹ کے پاس کیا معیار ہے (۲) کیا گورنمنٹ براہ مہربانی کتاب موسومہ انیسویں صدی کا مہرشی کی اشاعت وغیرہ کے متعلق تحقیقات کرے گی۔ اور اس کے مصنف کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے گی۔ کیونکہ اس کی زبان قابل اعتراض قرار دی جا چکی ہے۔ اگر تحقیقات کرنے پر گورنمنٹ تیار نہیں ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے (۳) اگر گورنمنٹ کسی وجہ کی بنا پر مذکورہ بالا کتاب کے مصنف کو گرفتار نہیں کرنا چاہتی۔ تو کیا وہ براہ کرم مہاشہ راجپال مصنف رنگیلا رسول کے خلاف مقدمہ کو واپس نہ لینے کی وجوہ بیان کرے گی

آنریبل سر جان مینارڈ (اول) ایک کتاب موسومہ انیسویں صدی کا مہرشی ستمبر ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی تھی ان پمفلٹوں سے جن کا کتاب مذکور میں مجموعہ ہے۔ عوام میں کوئی غیظ وغضب کے جذبات پیدا نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی پمفلٹ کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔ پمفلٹ کے متعلق گورنمنٹ کو کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ اور نہ رنگیلا رسول کے مصنف کے برخلاف کارروائی کرنے کے بعد ۵ جولائی ۱۹۲۴ء تک اس کے متعلق اخبارات میں رائے زنی کی گئی تھی۔ لیکن برعکس اس کے رنگیلا رسول کی طباعت نے فوراً لوگوں کی توجہ اپنی طرف منعطف کرا لیا تھا۔ اس کی کثیر اشاعت ہوئی۔ اور ہندو اور مسلمان ہر دو اخبارات نے اس کے متعلق لعنت و ملامت کا اظہار کیا۔ گورنمنٹ کو بھی شکایات موصول ہوئیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ موخر الذکر کتاب کی تمام کاپیاں چند ہی ہفتوں میں فروخت ہو گئی تھیں۔ اور جون کے آخر میں اشاعت ثانی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ (ب) یہ معاملہ گورنمنٹ کی اقتضائے رائے پر منحصر ہے (دوم) مزید تحقیقات کی کوئی وجہ نہیں (سوم) چونکہ مقدمہ ابھی زیر سماعت ہے۔ اس لئے کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا ؛

(منشی عبدالرحمٰن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)